بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

جلد نمبر۔14 مدیر۔نعیم احمد نیّر ۔ ماہ اِخاء 1388 ہجری شمسی، بمطابق اکتوبر 2009ء شمارہ نمبر 10

طاقت سے جسموں کو تو زیرنگیں کیا جاسکتا ہے، دلوں کو نہیں۔آنحضورﷺ جو انقلاب لائے وہ جبر سے نہیں آیا بلکہ اخلاق حسنہ اور پیار کے نتیجہ میں دلوں کے گھائل ہونے سے آیا ہے

احمدی بچے اپنے ماں باپ کے پاس جماعت کی امانت ہیں، بچوں کو قرآن کریم خود سکھائیں

پردہ عورت کے تحفظ کی ضمانت ہے۔مغربی اقوام کو اِسطرح کی آزادی سے ذہنی سکون مل گیا؟

جلسہ سالانہ جرمنی کے دوسرے روز حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطابات

جلسہ سالانہ میں متعدد معزز مہمانان، حکومتی وسیاسی پارٹیوں کے نمائندگان، نیشنل وصوبائی اسمبلی کے ممبران، شہروں کے میئرز کی شمولیت

جلسہ سالانہ جرمنی 2009ء منعقدہ مئی مارکیٹ کے دوسرے دن کی کارروائی کی مختصر رپورٹ (قسط نمبر 2)

15 اگست 2009 بروز ہفتہ

جماعت احمدیہ جرمنی کا سالانہ جلسہ دوسرے دن بروز ہفتہ بھی اپنے پروگرام کے مطابق جاری رہا۔دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔صبح سوا پانچ بجے نماز فجر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پڑھائی اور مربی سلسلہ مکرم عبدالباسط طارق صاحب نے اُردو و جرمن زبانوں میں درس القرآن دیا۔اجلاس اول تک آرام اور ناشتہ وغیرہ کا وقفہ تھا۔جس کے بعد اجلاس اوّل شروع ہوا۔اجلاسات کے اوقات میں بازار بند رکھے گئے۔شعبہ تربیت کی معاونت ونگرانی مسلسل جاری رہی

اجلاس اول: صبح دس بجے اجلاس اوّل زیرصدارت مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی، شروع ہوا۔تلاوت قرآن کریم میں مکرم مقصود احمد علوی صاحب نے سورۃ الفتح کی آیات ۲۸ تا ۳۰ پڑھیں۔جس کا اُردو ترجمہ "یقیناً اللہ نے اپنے رسولﷺ کو (اس کی) رؤیا حق کے ساتھ پوری کر دکھائی کہ اگر اللہ چاہے گا تو تم ضرور بالضرور مسجدِ حرام میں امن کی حالت میں داخل ہوگے"، مکرم مبشر احمد بٹ صاحب نے پڑھا۔

اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم عربی کلام "القصیدہ فی مدح خاتم النبیینﷺ" مکرم حماد احمد صاحب نے ترنم سے پڑھا۔

دوسرے دن کے اجلاس اول کی پہلی تقریر مکرم ساجد احمد نسیم صاحب مربی سلسلہ جرمنی کی بعنوان "سیرت صحابہؓ کے درخشاں پہلو" تھی۔آپ نے اپنی تقریر میں کہا! پیارے آقا آنحضرتﷺ نے اپنی قوت قدسیہ سے اپنی قوم کو تقویٰ وطہارت میں بڑھایا اور اُن میں قربانی کی روح پھونک دی۔وہ شمع محمدی کے ایسے پروانے بن گئے کہ اپنا سب کچھ اس شمع پر نثار کر دیا اور عرش کے خدا سے انہیں "رضی اللہ عنھم" کا تمغہ مل گیا۔خدا کے رسولﷺ نے انہیں "اصحابی کالنجوم" (میرے ساتھی ستاروں کی مانند ہیں) کا خطاب دیا۔وہ صحابہؓ محبت کے اس سمندر میں رہنے سے گویا خدا کا روپ ہو گئے۔اس روحانی پاکیزہ انقلاب کی بدولت آنحضرتﷺ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ ملے جنہوں نے ہجرت میں اپنی جان کی پرواہ تک نہ کی۔ایک موقعہ پر اپنا سارا مال لاکر آنحضرتﷺ کے قدموں میں ڈھیر کر دیا۔حضرت عمرؓ جیسے جانباز ملے جن کے عدل وانصاف کے رعب کے باعث اس دور کے بادشاہ بھی تھراتے تھے۔حضرت عثمان غنیؓ ملے جنہوں نے اپنے حلم اور حیا کے باعث اپنی جاں کی بازی لگا دی مگر امت کو کشت وخون سے بچا لیا۔

حضرت علیؓ جیسے بہادر وعالم ملے جو خیبر کے فاتح تھے تو علم کے دروازہ۔حضرت ابوعبیدہ جراحؓ ملے جنہوں نے تن من دھن قربان کر دیا۔حضرت خالد بن ولیدؓ ملے جنہیں جہاد میں دُشمنوں کی صفیں چیر دینے کی وجہ سے "سیف اللہ" کا خطاب ملا۔آنحضرتﷺ کی غزوہ بدر (جو دُعاؤں سے جیتی گئی تھی) کے بعد بھیجی گئی مہم میں حضرت خبیبؓ بھی تھے جنہیں کفار نے گرفتار کرلیا تھا اور مقتل کو لے چلے۔انہوں نے صرف دو نفل رکعت کی مہلت مانگی۔پس اس اسوہ سے ثابت ہوا کہ نصرت الٰہی کا پہلا زینہ نماز، دُعا ہے۔

خدائی وعدہ کے مطابق آنحضرتﷺ کی بعثت ثانیہ کے روپ میں آپؐ ہی کے فیض سے قوت قدسیہ پانے والے حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ اس زمانہ میں اصلاح امت کے لیئے مبعوث ہوئے اور آپ نے اسی اسوہ حسنہ کو نئی زندگی دی۔مسیحِ وقتؑ کے ذریعہ تقسیم ہونے والی مئے محمدیؐ کی قوت قدسیہ سے آپؑ کے صحابہ کو بھی وہی رنگ ڈھنگ نصیب ہوئے جن میں آنحضرتؐ کے صحابہ رنگین تھے۔حضرت مولوی حکیم نورالدینؓ صاحب کی کیفیت یہ تھی کہ بقول حضرت مسیح موعودؑ "وہ میرے پیچھے اس طرح چلتے ہیں جس طرح انسان کے ہاتھ کی نبض اس کے دل کی حرکت کے ساتھ چلتی ہے اور وہ میری رضا میں فنا ہیں"

آپؓ سے کسی نے ذکر کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کسی دوست کو اپنی لڑکی کا رشتہ کسی احمدی سے کرنے کو کہا مگر وہ راضی نہ ہوئے۔حضرت مولوی صاحبؓ نے سن کر جوش سے فرمایا! مجھے اگر مرزا (علیہ السلام) کہے کہ اپنی اس چھوٹی لڑکی (امتہ الحیٔ) کو نہالی (مہترانی) کے لڑکے کو دے دو، تو فوراً دے دوں گا۔اللہ کا کرنا کہ وہی چھوٹی لڑکی حضرت مسیح موعودؑ کی بہو بنی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے عقد میں آئی۔

۔حضرت مولانا سیدّ سرور شاہ صاحب، میر ناصر نواب صاحب اور مولانا ابراہیم بقاپوری صاحب کی خشیت و تضرع سے بھری نمازیں مثالی ہیں۔مالی قربانی کی ایک مثال حضرت منشی اروڑے خان صاحب کی ہے۔آپؓ کچہری میں معمولی ملازم تھے۔آمد کم تھی لہٰذا آہستہ آہستہ بچت کر کے سونے کے چند سکے جمع کیے تا حضرت مسیح موعودؑ کو نذرانہ پیش کرسکیں۔جب یہ پونڈ جمع ہوئے تو حضرت مسیح موعودؑ کی وفات ہوچکی تھی۔آپؓ نے یہ سکّے حضرت اماں جان کو بھجوا دیئے۔

حضرت صاحبزادہ عبداللطیفؓ صاحب نے جبکہ انہیں گڑھے میں چھاتی تک گاڑ دیا گیا تھا، بادشاہ کی تحریک کہ مسیح موعودؑ کا انکار کردو، کے جواب میں کہا "اے بادشاہ ایمان کے مقابل جان کیا چیز ہے"۔حتیٰ کہ

استقامت کا پیکر پتھروں کی بارش میں چھُپ گیا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا! سچا مومن وہ ہے جو دُنیا کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کر دے، خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو ضائع نہیں کرتا۔

اس تقریر کے بعد مکرم شکیل احمد صاحب نے حضرت مسیح موعؑو کی ایک نظم ''بشیر احمد، شریف احمد اور مبارکہ کی آمین'' سے منتخب اشعار خوش الحانی سے پیش کئے۔

نظم کے بعد مکرم مولانا عبدالباسط طارق صاحب مربی سلسلہ جرمنی نے بڑے عمدہ پیرائے میں ''تربیت اولاد کی اہمیت، موجودہ مسائل کی روشنی میں'' پر تقریر کی۔ آپ نے اولاد کے نیک، لائق اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہونے کی خواہش رکھنے والے والدین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! کہ ایسے والدین:

خود اپنا نمونہ نیک پیش کریں۔

دونوں اپنی عبادتوں کی طرف توجہ دیں۔

اسلام کے عالمگیر غلبہ کی تقدیر خاص کے ماتحت مظلوم احمدی ہجرت کر کے مغربی ممالک میں آباد ہو گئے ہیں۔ لہٰذا خدائی تقدیر کا حق ادا کریں۔

یورپ کے ترقی یافتہ معاشرہ کی خوبیاں یعنی مذہبی آزادی، عدل وانصاف، علمی ترقی کے مواقع، طبّی سہولیات، میّسر ہیں۔ اور سائنسی وجدید صنعتی تکنیک، ذرائع ابلاغ، اشاعت وتبلیغ کے لیئے ممد ومعاون ہیں۔ انہیں قبول کر کے اولاد کا مستقبل سنواریں۔ مسائل اور خطرات سے آگاہ کرتے ہوئے مکرم مربی صاحب نے توجہ دلائی کہ معاشرہ مادہ پرست ہے۔ روحانی اور اخلاقی اقدار سے عاری ہونے کے باعث دہریہ خیالات کی زد میں ہے۔ انہیں خیالات کی رو میں اخلاق بھی بہہ گئے ہیں۔ تعلیمی اداروں میں بچے آٹھ گھنٹے والدین کی نظروں سے اوجل رہتے ہیں وہاں کی فضاؤں میں ضلالت و گمراہی کی تیز آندھی چل رہی ہے۔ نگرانی، تربیت اور دُعا سے ہی بچے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

مکرم مربی صاحب نے متنبہ کیا کہ رزق حلال سے ہی صالح اولاد کی تمنا کی جا سکتی ہے۔ اپنے جائزے لیں کہ کیا کمائی کے ذرائع قانوناً جائز ہیں؟۔ عبادات کا جائزہ لیں۔ احمدی گھرانوں میں بے نمازی معاشرہ تو نہیں پل رہا۔ امت کے زوال کا سبب ترکِ نماز ہے۔ بلا وجہ تین جمعہ ترک کرنے والے کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

جرمنی میں ہر دوسرا یا تیسرا خاندان ٹوٹا ہوا ہے۔ طلاق اور خلع کی شرح بڑھنے سے بچے نفسیاتی مریض اور منشیات کے شکار ہو جاتے ہیں۔ مکرم مربی صاحب نے طلاق، خلع کی بڑھتی ہوئی وجوہات پر روشنی ڈالی اور حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباس کے حوالے سے نصیحت کی کہ'' خاوند عورت کے لیئے اللہ تعالیٰ کا مظہر ہوتا ہے.... فحشاء کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورت کی برداشت کرنی چاہیئے۔ ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں.... جس کو خدا نے جوڑا ہے اس کو ایک گندے برتن کی طرح مت توڑو''۔

مکرم مربی صاحب نے کہا کہ انٹرنیٹ ایک طرف علوم کا خزانہ ہے تو دوسری طرف بے راہ روی کا آلہ۔ گویا تبلیغی اغراض کے لیئے اس سے جنت تعمیر ہو سکتی ہے تو تخریبی مقاصد سے جہنم بھڑک سکتی ہے۔ آئیں دجالی ضلالت و گمراہی کی آندھی سے بچاؤ کے لئے، عاجزانہ دُعاؤں کے ساتھ اپنی اولاد کو خلافت کی چھتری کے سائے میں لے آئیں۔ اور امام الزماں حضرت مسیح موعودؑ کی بنائی ہوئی کشتی میں سوار ہو جائیں۔

؎ ''ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار''

بعدۂ مکرم ہدایت اللہ صاحب ہبش جو مشہور جرمن نژاد مصنف، صحافی، شاعر ہیں نے جرمن زبان میں ''ایم ٹی اے، خلافت کی ایک برکت'' کے موضوع پر تقریر کی۔ جس کا ساتھ ساتھ اُردو میں رواں ترجمہ اسٹیج سے ہی نشر کیا جاتا رہا۔ آپ نے بتایا کہ مسلم ٹیلیویژن احمدیہ جو MTA کے نام سے معروف ہے، خلافت الٰہیہ کی صداقت کا ایک روشن نشان ہے۔ جس کے پروگرام خالصۃً مذہبی ہیں اور متعدد زبانوں میں مختلف مصنوعی سیاروں کے ذریعہ چوبیس گھنٹے تمام ممالک میں سنے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو 1879ء میں الہاماً بتایا کہ ''الارضُ والسماءُ معکَ.... ترجمہ۔ آسمان اور زمین تیرے ساتھ ہے۔ (سراج منیر، روحانی خزائن جلد ۱۲، ص ۸۳، ۸۴) حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس کی تشریح میں فرمایا: مراد یہ ہے آسمان کی متحرک طاقتیں اور ریڈیائی وجود جس کا پہلے علم نہیں تھا اب کلیۃً تائید میں ظاہر ہو چکا ہے۔ (خطبہ ۲۵ جولائی ۱۹۹۷ء)۔ پھر ۱۹۰۲ء میں الہام ہوا ''ینادی مُنادٍ من السماءِ'' ایک منادی آسمان سے پکارے گا۔ ایک رؤیا میں آپؑ نے دیکھا'' ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں ہوا میں تیر رہا ہوں اور ایک گڑھا ہے مثل دائرہ کے گول اور اس قدر بڑا جیسے یہاں سے نواب صاحب کا گھر اور میں اس پر ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے ادھر تیر رہا ہوں۔ سید محمد احسن صاحب کنارے پر کھڑے تھے میں نے اُن سے کہا کہ دیکھ لیجئے کہ عیسیٰؑ تو پانی پر چلتے تھے اور میں ہوا میں تیر رہا ہوں۔ حامد علی میرے ساتھ ہیں اور اس گڑھے پر ہم نے کئی پھیرے کئے۔ نہ ہاتھ نہ پاؤں ہلانے پڑتے ہیں اور بڑی آسانی سے ادھر اُدھر تیر رہے ہیں''۔

محترم ہبش صاحب نے فرمایا: کہ کشوف کی زبان قابل تعبیر ہوتی ہے۔ ہوا میں تیرنے سے مراد ہوا کے دوش پر تبلیغی پروگرام ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پہنچیں گے۔ حامد علی میں علی کا اشارہ چوتھے خلیفہ کے لئے ہے۔ آسمان سے منادی کے ذکر سے مراد پیغام اسلام فضائی شعاؤں کے ذریعہ کل کائنات میں سنائی دے گا۔

حضرت مصلح موعودؓ کے دور میں جب پہلی بار مسجد اقصیٰ میں 7 جنوری 1938ء کو لاؤڈ سپیکر نصب ہوا تو آپؓ نے فرمایا:'' اب وہ دن دُور نہیں کہ ایک شخص اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا ساری دُنیا میں درسُ تدریس پر قادر ہوگا''۔ خدا کی قدرت کہ 7 جنوری 1994ء کو MTA کی روزانہ سروس کا آغاز ہوا۔ محترم ہبش صاحب نے اس کی افادیت بتائی کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ خلیفۃ المسیح کا پیغام براہ راست پوری دُنیا تک پہنچ رہا ہے جو روحانی تربیت اور شفاء کا باعث ہے۔ جس سے کوئی بھی نیک بن سکتا ہے۔ MTA کے ذریعہ خلیفۃ المسیح کے خطبات سن کر دل کو تسلی ہوتی ہے اور ایمان کو ترقی۔ ہم اللہ تعالیٰ کی محبت ورحمانیت کے نظارے دیکھتے ہیں۔ یہ ایک روشنی کا مینار ہے جس کی روشن شعائیں دُور دُور تک تاریک دلوں کے لئے راہنمائی کا موجب ہیں۔ کتنے ہی لوگ ہیں جو اس روشنی سے روحانی نور پا گئے۔ خصوصاً وہ خطے جہاں احمدیت کی بالمشافہ آواز کو دبایا گیا ہے۔ یہ شیطان کے حربہ کا توڑ ہے۔ یہ بہترین اصلاحی ذریعہ ہے۔ آخر پر مکرم ہبش صاحب نے اپیل کی کہ گھر کے تمام افراد اس کے پروگرام دیکھیں اور سنیں، بچوں کو شریک کریں، بڑوں کے ساتھ بچے بھی اس کے چندے میں شریک ہوں۔

خدا تعالیٰ کی عبادت اوراس کے ذکر میں ہی دل کا اطمینان ہے

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب جلسہ گاہ مستورات میں ہوا

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خواتین سے خطاب

پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ گاہ مستورات میں تشریف لے گئے۔ راستے کے دونوں اطراف خواتین و بچیاں اپنے پیارے آقا کے لئے چشم براہ تھیں۔ جلسہ گاہ میں خواتین نے حضور انور کی آمد پر پُر جوش نعرے لگا کر آپ کا استقبال کیا۔ اجلاس کی کارروائی کا آغاز قرآن کریم کی تلاوت سے ہوا جو مکرمہ تنزیلہ خان صاحبہ نے کی اور اس کا اردو ترجمہ مکرمہ طاہرہ الیاس منیر صاحبہ نے پیش کیا۔ اس کے بعد مکرمہ عائشہ محمود صاحبہ نے حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام

؎ ''ہمیں اُس یار سے تقویٰ عطا ہے''

خوش الحانی سے پڑھا۔ اس کے بعد حضور انور نے تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی 34 طالبات میں اسناد تقسیم کیں۔ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ نے طالبات کو گولڈ میڈل پہنائے۔ حضور انور نے قرآن کریم پڑھانے والی 10 معلمات کو بھی اپنے دست مبارک سے اسناد عطا فرمائیں۔

بارہ بج کر پینتیس منٹ پر حضورا نور نے خواتین سے خطاب فرمایا جسے مردانہ جلسہ گاہ میں بھی ہمہ تن گوش ہو کر سنا اور اسکرین پر دیکھا گیا۔ اپنے خطاب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خواتین کو اسلام میں عورت کے مرد کے ساتھ برابری کے حقوق کے بارہ میں قران کریم کے حوالہ سے بتایا۔ نیز مخالفین کے اعتراض کے رد میں بتایا کہ اسلامی معاشرہ نے اسلامی تعلیم کی روشنی میں عورتوں کو آزادی دی، حقوق دیئے، لونڈیوں کو بھی آزادی دی اور غلامی کو ختم کیا۔ عورت کو بلندی تک پہنچا دیا، نہ کہ اسے دوسرے درجہ کا مقام دیا۔

آنحضورؐ نے ایک لونڈی کو آزاد کرنے کا ارشاد فرمایا صرف اس بنا پر کہ اس کے مالک نے اسے تھپڑ مارا تھا۔

اسلام نے غلاموں اور لونڈیوں کو اُس وقت حقوق دلوائے جب اُن کی معاشرے میں کوئی حیثیت نہ تھی۔ جب قرآن کریم واشگاف الفاظ میں لونڈیوں کے حقوق قائم کرتا ہے تو پھر کیسے ممکن ہے کہ آزاد عورتوں کو حقوق نہ دے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اسلام نے بیویوں کے حقوق بھی قائم فرمائے ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ عورتیں اللہ کی لونڈیاں ہیں تمہاری نہیں۔ حضور انور نے بتایا کہ اس کے مقابل پر بائیبل میں سخت سزا ہے۔

حضور انور نے پردہ کی طرف توجہ دلائی اور (میئر کے اعتراض کے حوالہ سے) فرمایا کی مختصر بتاتا ہوں کہ پردہ عورت کے تحفظ کی ضمانت ہے۔ حضور انور نے اسلام میں پردے کی حکمت اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے ہوئے فرمایا کہ پردے کا حکم اللہ تعالیٰ نے عورت کا تحفظ اور تقدس قائم کرنے کے لیئے دیا ہے۔ یہ قرآن کریم کے واضح احکامات میں سے ایک حکم ہے اور یہ ہمارے مذہبی عقائد میں سے ہے۔ ایک عورت یا ایک لڑکی جس کی اٹھان ایک ایسے ماحول میں ہوئی ہو جو اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنا باعث برکت سمجھتی ہو اور اسے اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہوئے کرتی ہو تو کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ اس پر اعتراض کرے یا اس پر پابندی لگائے۔ ایک واقفہ نو بچی کی مثال دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ اس نے اخبار میں لکھا تھا کہ تم میری آزادی کا نام دے کر میری ہی مذہبی آزادی کو ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔ حضور انور نے فرمایا: یہاں پلنے بڑھنے والی لڑکیوں کو میں کہتا ہوں کہ یہ دیکھیں کہ مغربی اقوام جو بے پردگی کا شکار ہیں انہیں اپنے روشن دماغ ہونے کا بڑا زعم ہے، انہیں اپنی بے پردگی سے سوائے وقتی آزادی اور عیاشی کے کیا ملا ہے۔ ان کے اندر جا کر ان سے پوچھیں کہ کیا آپ کو اس طرح کی آزادی سے ذہنی سکون مل گیا ہے؟۔ انہیں سکون حاصل نہیں ہے۔ جبکہ ہمارا تجربہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی عبادت اور اس کے ذکر میں ہی دل کا اطمینان ہے۔ پس ان لوگوں کی باتوں سے کوئی احمدی نوجوان بچی خوفزدہ نہ ہو۔

قرآن ایک مکمل تعلیم ہے، برابری کی تعلیم دیتا ہے۔ جو کام عورت کرسکتی ہے وہ بھی بتا دیا اور جو کام مرد کرسکتا ہے وہ بھی بتا دیا۔ اسلام کا خدا وہ خدا ہے جو رحمان ہونے کی وجہ سے اپنی رحمانیت کے عجیب جلوے دکھاتا ہے۔ وہ اعلان فرماتا ہے کہ میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے اور اس رحمت سے جس طرح مرد حصہ لے رہا ہے عورت بھی اسی طرح حصہ لے رہی ہے۔ لیکن چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جزا سزا کا قانون بھی ہے جو ساتھ ساتھ چل رہا ہے۔ اس لئے انسان کو نیکی اور بدی کی تمیز کرنے اور اوامر اور نواہی کے بارے میں بھی آگاہ کیا گیا ہے کہ یہ کرے اور یہ نہ کرے۔ گناہ، ثواب میں واضح فرق بتا دیا گیا ہے کہ بدی کرنے سے گناہ ملتا ہے اور نیکی کرنے سے ثواب ملتا ہے۔ حضور انور نے قرآن کریم کی آیات سے برابری کے احکامات پڑھ کر سنائے۔ فرمایا: عورتوں کو بھی ایسے ہی اللہ کے احکام ہیں جیسے مرد کو ہیں بلکہ چھوٹ ہے، بعض معاملات میں۔

جو برداشت، صبر اور حوصلہ عورت میں ہے وہ مرد میں نہیں

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایمان میں مضبوطی کا حکم دیا اور اس کے نتیجہ میں اس کے فضلوں کا بھی ذکر ہے۔ جو مردوں کے لئے انعامات ہیں وہ عورتوں کے لئے بھی ہیں۔ جو کام مرد کرسکتا ہے اور فطری کمزوری آڑے آجانے سے عورت نہیں کرسکتی اس کے بارے میں عورت کو بتا دیا کہ یہ تم نہیں کرسکتی۔ لیکن جو کام عورت کرسکتی ہے وہ مرد نہیں کرسکتے۔ جو برداشت، صبر اور حوصلہ عورت میں ہے وہ مرد میں نہیں۔ فرمایا کہ ایک تقسیم کار کی گئی ہے۔ اگر مرد کو گھر کے باہر کے معاملہ کا ذمہ دار بنایا گیا ہے تو عورت گھر کی نگران ہے۔ دنیا کا نظام بھی تقسیم کار کی وجہ سے چل رہا ہے اور جہاں تقسیم کار کے مطابق عمل نہیں کیا جاتا وہاں فساد پیدا ہو جاتا ہے۔

دنیاوی نظام میں تو عورتوں سے مردوں جتنا کام لینے کے باوجود ان کو مردوں سے کم اجرت دی جاتی ہے اور یہ صورت حال صرف غریب ملکوں اور غیر ترقی یافتہ ملکوں ہی میں نہیں بلکہ یہی کچھ ترقی یافتہ ملکوں میں بھی ہے۔ اس کے خلاف آوازیں بھی بلند ہوتی رہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نظام میں تو نیکیوں اور اعمال صالحہ کا بدلہ عورتوں اور مردوں کے لئے برابر برابر ہے۔ لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے مومن کی یہ نشانی بھی بتائی ہے کہ مومن تو اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ ہر ایک کو اللہ تعالیٰ سے اپنی محبت بڑھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: کہ اگر آپ اللہ تعالیٰ کے احکام کو اس لئے نہیں بجا لا رہیں کہ لوگ ہمارا مذاق اڑاتے ہیں، پردے اس لئے اتر رہے ہوں کہ لوگ اعتراض کرتے ہیں اور گھورتے ہیں تو یہ، نہ تو اللہ سے خوف ہے اور نہ اُس کا ڈر اور نہ اُسکا پیار۔ اگر بعض فیشن آپ اس لیئے کر رہی ہیں کہ یہاں کا معاشرہ پسند کرتا ہے۔ اونچے یا تنگ کوٹ پہننے سے بے پردگی ہوتی ہے۔ اگر اس سے آپ کے جسموں کی نمائش ہو رہی ہے تو یہ ایمان کی کمزوری اور اللہ تعالیٰ سے محبت کی کمی ہے۔ اور مغربی سوچ کے زیر اثر یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ پس اس بات کو غور سے سوچیں اور اپنی حالتوں کا جائزہ لیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کا انکار کر کے ان اجروں سے محروم تو نہیں ہو رہے جو اللہ تعالیٰ ہمیں دینا چاہتا ہے۔ پس ایک احمدی عورت کا کام ہے کہ ترقی کی طرف قدم بڑھائے اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کی وارث بنے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے حصہ لینے کے لئے، ایمان میں ترقی کے لئے فرمانبرداری شرط ہے اور فرمانبرداری یہ ہے کہ اللہ کے حکموں پر کامل شرح صدر کے ساتھ عمل ہو۔ ایک احمدی عورت اور لڑکی کے دل میں بامرادی کا تصور یہ ہونا چاہئے کہ نیکیوں میں آگے بڑھنا ہے نہ کہ دُنیا داری میں اپنے تقدس کو ضائع کرنا ہے۔ بلکہ اپنے تقدس کو ہمیشہ قائم رکھنا ہے۔ یہ سوچنا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا قرب کیسے پا سکتی ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی ذکر کیا کہ جن لوگوں کو آپ آزاد سمجھتی ہیں، جو بظاہر بڑی خوش باش نظر آ رہی ہیں ان کے اندر بے چینیوں کے پہاڑ کھڑے ہیں۔ کیونکہ یہ ظاہری خوشی نظر آ رہی ہے۔ سکون کی تلاش میں کوئی کسی نشے کا سہارا لے رہا ہے، کوئی شراب کا سہارا لیتی ہے کوئی کلبوں میں ناچ گانے میں سکون تلاش کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ کوئی مردوں سے دوستیوں میں اپنی عزت اور عصمت کی پرواہ نہیں کرتی لیکن پھر بھی ان کی بے چینیاں کم نہیں ہوتیں، جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان بے چینیوں کو دور کرنے کے لئے اپنے ذکر اور اطاعت کی طرف توجہ دلائی ہے اور اعلان فرمایا ہے کہ اگر تم صحیح معنوں میں فرمانبرداری کرو گے تو بامراد ہو گے اور فائزون میں شمار ہو گے۔

حضور انور نے سچّائی اختیار کرنے، جھوٹ سے پرہیز کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: سچائی حق بات کا اظہار اور لغویات سے پرہیز ہے۔ اور لغویات کی تشریح یہ بیان فرمائی کہ وہ لڑکیاں جو چھپ کر ایسے کام کرتی ہیں کہ اگر ان کے ماں باپ یا نظام جماعت کو پتہ لگ جائے تو ناراضگی ہوگی اور پھر اس کو چھپانے کے لیئے جھوٹ کا بھی سہارا لینا پڑتا ہے، لغویات میں شامل ہیں۔

دوسرے کی کم علمی پر تکبر کا اظہار نہ کیا جائے اور اپنی دولت کا اظہار بھی فخریہ رنگ میں نہ کیا جائے۔

پھر حضور انور نے مومن عورت کے لیئے عاجزی دکھانے کو بھی اہم قرار دیا اور فرمایا کہ عاجزی یہ ہے کہ مرضی کے خلاف بات ہو اور عزت پر حرف آتا ہو تو اسے برداشت کیا جائے اور علم ہوتے ہوئے بھی دوسرے کی کم علمی پر تکبر کا اظہار نہ کیا جائے اور اپنی دولت کا اظہار بھی فخریہ رنگ میں نہ کیا جائے۔

حضور انور نے بچوں کی تربیت کے حوالہ سے نصائح سے نوازا۔ فرمایا: احمدی بچے اپنے ماں باپ کے پاس جماعت کی امانت ہیں چاہے وقف نو ہیں یا نہیں۔ وقف نو بچے کو خاص طور پر جماعت کی خدمت کے لیئے تیار کرنا ہی ہے اور ان کے ذہن میں ڈالنا ہی ہے کہ تم نے جماعت کا خادم بننا ہے۔ لیکن غیر واقف نو بچہ بھی اسی طرح اہم ہے جس طرح وقف نو۔

ہر عورت اور ہر ماں قرآن کریم صحت تلفظ کے ساتھ پڑھانے والی ہو

جماعت کی ترقی پوری جماعت سے وابستہ ہے۔ بعض دفعہ وہ لوگ جو وقف نہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے واقف سے زیادہ خدمت کر رہے ہوتے ہیں۔ دینی میدان میں ان کی کوشش اور نتائج غیر معمولی ہوتے ہیں اور علمی میدان میں اہم کردار ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ پس ان امانتوں کی حفاظت اور ان کی بہترین تربیت کرنا، یہ بھی ماں باپ کے فرائض میں داخل ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بہترین تحفہ جو والدین اپنے بچے کے لیئے دے سکتے ہیں وہ ان کی بہترین تربیت ہے۔ حضور انور نے والدین کو نصیحت فرمائی کہ انٹرنیٹ اور ٹی وی کے غلط استعمال سے آزادی کے نام پر بچوں کی ضد دیکھتے ہوئے اندھے کنویں میں جان بوجھ کر نہ ڈالیں۔ انہیں آگ میں جان بوجھ کر نہ دھکیلیں بلکہ ان کی مسلسل نگرانی کریں۔

فرمایا کہ میں یہ بھی کہوں گا کہ مغربی مملک کی مائیں اپنی مصروفیتوں کے بہانے کر کے اپنے بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کے لئے غیر از جماعت قاریوں کے پاس بھجوا دیتی ہیں۔ کئی کیس ایسے ہوئے ہیں کہ ان قاریوں نے قرآن تو کم پڑھایا اور جماعت کے کے متعلق غلط باتیں ان کے ذہنوں میں پیدا کرنے کی زیادہ کوشش کی۔ اب جبکہ جماعت کی ویب سائٹ اور ایم ٹی اے پر قرآن کریم کو صحت و تلفظ کے ساتھ پڑھانے کے پروگرام آتے ہیں ان کو ریکارڈ کر کے اپنے بچوں کو خود سکھائیں۔ اور ایم ٹی والے ہر ملک کے لحاظ سے وقت کا اندازہ کر کے ان پروگراموں کو دوبارہ نئے سرے سے شروع کریں تا کہ کوئی بہانہ نہ رہے کہ ہم سکھا نہیں سکتے۔ پہلی تو آپ کی ذمہ داری ہے، ماؤں کی کہ خود سکھائیں، سیکھیں بھی اور سکھائیں بھی۔ قرآن کریم پڑھانے والیوں کی سندات تو آج آپ نے وصول کر لیں، تو ان سے اب آگے اور پڑھانے والیاں بھی پیدا ہوتی چلی جانی چاہئیں۔ بلکہ ہر عورت اور ہر ماں قرآن کریم صحت تلفظ کے ساتھ پڑھانے والی ہو۔ گھر کی نگرانی عورت کے سپرد کی گئی ہے۔ متقیوں کا امام بننا صرف مردوں کے لئے نہیں بلکہ عورتوں کے لیئے بھی ہے۔ اور اپنے بچوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل کرنے کی دعا عورت کے لیئے بھی ہے۔ جب گھر کا سربراہ ہونے کی حیثیت سے مرد امام بنتا ہے تو اس کے بیوی بچے اس کے ماتحت ہوتے ہیں اور عورت بھی اس دعا کی وجہ سے اپنے بچوں کی امام بن جاتی ہے اور بچے اس کے زیر نگیں ہو جاتے ہیں۔

پس اس امانت کا حق ادا کرنا بھی ہر احمدی ماں کا فرض ہے اور جب آپ متقیوں کا امام بننے کی دعا کریں گی تو اپنے بچوں کے تقویٰ کے معیاروں کو بھی دیکھیں گی اور نیک اعمال کی راہنمائی بھی کریں گی اور فکر کے ساتھ ان نیکیوں کے قائم رہنے کے لئے دعائیں بھی کریں گی۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ آپ اپنے بچو کے نیک ہونے کے لئے تو دعائیں کریں اور خود اپنی طرف توجہ نہ دیں۔ اسلام نے عورت کو ایک ایسا بلند مقام بھی عطا فرمایا ہے جو مردوں کو پیچھے چھوڑ جاتا ہے اور وہ ہے آنحضرت ﷺ کا یہ فرمانا کہ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ جنت کی جو کنجی یا چابی آپ کے پاؤں کے نیچے رکھی گئی ہے یہ آپ کو احساس دلاتی ہے۔ اس کا استعمال کر کے اپنے لئے بھی جنت کے دروازے کھولیں اور اپنی اولاد کے لئے بھی۔ یہ جنت کی چابی آپ کو اس لئے ملی ہے کہ آپ ایک نئی نسل کی تربیت گاہ ہیں۔ یہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ اس چابی کے ساتھ آپ کو ایک کوڈ نمبر بھی دیا گیا ہے۔ ہر ماں جنت کی چابی نہیں ہے بلکہ وہی ماں جنت تک پہنچانے والی ہے جو اس کوڈ کو استعمال کرے گی اور وہ کوڈ ہے اعمال صالحہ اور تقویٰ۔ جب اس کا عکس اس تالے پر پڑے گا تو ایسی ماؤں کے لئے جنت کے دروازے کھلتے چلے جائیں گے۔ پس ہر احمدی عورت اس کو استعمال کرے اور دنیا کو بتا دے کہ تم کہتے ہو کہ اسلام میں عورت کی عزت نہیں۔ اسلام تو ہمیں نیک عمل کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ مردوں کے برابر بلکہ اولاد کہ نیک تربیت کی وجہ سے ہماری اولاد کی جنت کی ضمانت بھی دیتا ہے اور ہمارے مرنے کے بعد وہ نیک عمل جو ہماری نیک تربیت کی وجہ سے ہماری اولاد کرتی ہے جہاں وہ اس کا ثواب حاصل کرنے والی ہوتی ہے وہاں ماؤں کی دنیا سے رخصت کے بعد ماؤں کا درجہ بلند کرنے کا موجب بھی بن رہی ہوتی ہے۔ پس یہ اعزاز حاصل کرنے کے لئے ہر ماں کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کی توفیق دے۔

نوجوان بچوں کو پھر میں کہتا ہوں کہ اپنے مقام کو سمجھو اور اپنے تقدس کا خیال رکھو۔ اس ملک میں آ کر اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو سہولتیں اور آسانیاں فراہم کیں ہیں انہیں اپنی عارضی تسکین کا ذریعہ نہ بناؤ بلکہ جماعت کے مفاد کے

Vol. 14 Monthly **Akhbar-e-Ahmadiyya** Germany Issue 10
National Shoba Tasneef, Ahmadiyya Muslim Jamaat, Genfer Str.11, 60437 Frankfurt/M, Tel:069-50688652, Fax:069-50688666, Email:akhbar3@yahoo.com

لیئے استعمال کرو۔

انٹرنیٹ کو لغویات اور فضولیات کے لئے استعمال کرنے کی بجائے احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لیئے استعمال کرو۔ اس سے غیر اور نامحرموں سے رابطے کرنے کی بجائے دین کے رابطے کرنے کے لئے استعمال کرو۔ میرے ایک جائزے سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ جن گھروں میں ماں باپ کا آپس میں پیار اور محبت کا تعلق نہیں ہے ان کے بچے باہر زیادہ سکون تلاش کرتے ہیں۔ اس لئے میں ماں باپ سے یہ بھی کہوں گا کہ اپنی ذاتی اناؤں اور ادنیٰ خواہشات کی وجہ سے اپنے گھروں کا سکون برباد کر کے اپنی نسلوں کو برباد نہ کریں اور حقیقی طور پر متقیوں کا امام بننے اور اپنی امانتوں کا حق ادا کرنے والے بننے کی کوشش کریں اور اپنے عہد اور وعدے کو پورا کریں جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں آ کر آپ نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا کرے۔

خطاب کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر بعد مردانہ جلسہ گاہ کے ہال میں تشریف لا کر جہاں احباب پہلے ہی صفوں میں نماز کے لئے تیار بیٹھے تھے، نماز ظہر اور عصر پڑھائیں۔ جس کے بعد کھانے کا وقفہ تھا۔

جرمن احباب کے ساتھ نشست

سہ پہر تین بجے جلسہ کا ایک اہم اجلاس جرمن مہمانوں کے ساتھ سوال و جواب کی نشست تھا جو کہ شعبہ تبلیغ کے انتظام کے تحت ہال میں منعقد ہوا۔ مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نیشنل امیر جماعت جرمنی کی صدارت میں اجلاس کی کارروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی جو کہ مکرم سعید گیسلر صاحب نے کی۔ اس کے بعد مکرم ہدایت اللہ صاحب ہبش نے پچاس منٹ تک جماعت کا تعارف اچھے پیرائے میں بیان کیا اور اسلام کی تصویر کو صحیح رنگ میں اجاگر کیا۔ اس کے بعد جرمن مہمانوں کی طرف سے سوالات کئے گئے جن کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے۔ اس تقریب میں 322 مہمان شامل ہوئے۔

حضور انور کا مہمانوں سے خطاب

حضور انور شام ۵ بج کر ۴۰ منٹ پر جرمن مہمانوں سے خطاب کے لئے ہال میں تشریف لائے۔ آپ کے تشریف لانے پر تمام حاضرین نے کھڑے ہو کر آپ کا استقبال کیا۔ سٹیج پر رونق افروز ہونے کے بعد حضور انور نے دریافت فرمایا کہ جو انگریزی سمجھتے ہیں وہ ہاتھ کھڑے کریں۔ ساتھ ہی یہ وضاحت بھی فرمائی کہ میرے مخاطب صرف وہ جرمن دوست ہیں جو انگریزی سمجھتے ہیں۔ اس امر کا جائزہ لینے کے بعد حضور انور خطاب کے لئے ڈائس پر تشریف لائے اور تمام مہمانوں کو اسلام علیکم کہہ کر تشہد اور تعوذ سے اپنا خطاب شروع کیا۔ انگریزی زبان کے اس خطاب کا جرمن ترجمہ مکرم ہدایت اللہ صاحب ہیوبش نے ساتھ ساتھ کیا۔

حضور انور نے آیت ''لا اکراہ فی الدین'' کے قرآنی اعلان کی تشریح فرمائی اور دنیا میں اسلام کے خلاف ہونے والے پراپیگنڈا اور الزامات کے جوابات دیئے اور اسلام کا دفاع کیا۔ ان الزامات میں دہشت گردی کا مذہب، عورتوں کے حقوق کا خیال نہ رکھنے والا، ملک کے خلاف سازشیں کرنے والا، جبر سے مسلمان بنانے والا شامل تھے۔

مسلمان تو خود شروع سے ظلم وستم کا شکار رہے ہیں

حضور انور نے فرمایا مسلمان تو خود شروع سے ظلم وستم کا شکار رہے ہیں۔ طاقت سے جسموں کو تو زیرنگیں کیا جا سکتا ہے، دلوں کو نہیں۔ آنحضورﷺ جو انقلاب لائے وہ جبر سے نہیں آیا بلکہ اخلاق حسنہ اور پیار کے نتیجہ میں دلوں کے گھائل ہونے سے آیا ہے۔ مدینہ میں اسلامی حکومت قائم ہوگئی تھی مگر وہاں یہودیوں کو پوری مذہبی آزادی حاصل تھی۔ آپؐ نے فتح مکہ کے وقت سب کو معاف کر دیا۔ اسلام تو مساوات اور بھائی چارے کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام نے غلامی کو ختم کرنے کی بنا ڈالی ہے۔ اسلام انسانیت کی خدمت کرنے کا مذہب ہے۔ اُس وقت جب عورتوں کو کوئی حقوق نہ تھے، وہ غلاموں سے بدتر سمجھی جاتی تھی، اسلام نے عورتوں کے حقوق قائم کئے۔ آنحضرتﷺ نے یہ تعلیم دی ہے کہ ''حب الوطن من الایمان'' اس لئے اسلام پر بے وفائی کا الزام بے بنیاد ہے۔ (خطاب کی تفصیل الفضل میں ملاحظہ فرمائیں)

اجلاس دوم:

شام پانچ بجے جلسہ کے دوسرے روز کے دوسرے اجلاس کا آغاز زیر صدارت مکرم ومحترم سیّد خالد احمد شاہ صاحب ناظر بیت المال خرچ صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم کمال احمد صاحب نے کی جس کا اردو ترجمہ مکرم محمد احسن رشید صاحب نے اور جرمن ترجمہ مکرم شاہد ریاض چیمہ صاحب نے پیش کیا۔

مکرم امیر صاحب جرمنی نے جلسہ سالانہ میں شمولیت اختیار کرنے والی اہم شخصیات کا تعارف کروایا اور انہیں اپنے خیالات کے اظہار کی دعوت دی۔

سب سے پہلے مہمان جناب Herr Christian Carstensen کرسچن کارسٹینزن صاحب جن کا تعلق سیاسی پارٹی ''سوشل ڈیموکریٹک'' (SPD) سے ہے اور ہمبرگ شہر سے وفاقی پارلیمنٹ کے رکن ہیں، نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے امیر صاحب جرمنی اور ممبران جماعت کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے جلسہ کی دعوت دی۔ انہوں نے کہا کہ پہلی وجہ تو جلسہ میں شامل ہونے کی یہ بنی کہ ہمبرگ سے ہمارے دوست مالک صاحب نے مجھے تحریک کی اور دوسری وجہ جلسہ میں شمولیت کی یہ بنی کہ میں نے خیال کیا کہ یہ بھی ایک نیا تجربہ ہوگا۔ پھر یہ بھی کہ میں نے ایک لمبا عرصہ جماعت کو ہمبرگ میں دیکھا ہے، جائزہ لیا ہے۔ جیسا کہ مشہور ہے کہ مسلمان معاشرہ سے لاتعلق رہ کر اپنی دنیا میں بستے ہیں، یہ ٹھیک نہیں بلکہ احمدی تو ملتے جلتے رہتے ہیں اور سرگرمیوں میں حصّہ لیتے ہیں۔ میں مسجد خدیجہ کے افتتاح کے موقع پر بھی گیا تھا۔ وہاں کچھ پڑوسیوں نے لاعلمی سے اور کچھ لوگوں نے حسد سے مخالفت کی۔ میں نے آپ کے ماٹو ''محبت سب سے، نفرت کسی سے نہیں'' اور مسجد کی عمارت سے اچھا تاثر لیا۔ یہ ماٹو باہمی تعلق بڑھانے میں ممد ثابت ہو سکتا ہے۔ جو قدریں ہم میں مشترک ہیں اُن میں ہمیں تعاون کرنا چاہیئے

اس کے بعد فرنکفرٹ سے جرمن پارلیمنٹ کے ممبر اور سیاسی پارٹی ''SPD'' سے تعلق رکھنے والے جناب امان صاحب Amman کا مکرم امیر صاحب نے تعارف کروایا اور انہیں تقریر کی دعوت دی۔ جناب امان صاحب نے کہا کہ بلانے کا شکریہ۔ میں پہلی مرتبہ شامل نہیں ہوا۔ تاہم اُن دوستوں کا شکریہ جنہوں نے دعوت دی مثلاً ظفر اللہ صاحب۔ میں آپ کو جرمنی میں خوش آمدید کہتا ہوں قطع نظر اس کے کہ آپ کے پاس یہاں کی شہریت ہو یا کوئی پاسپورٹ ہو۔ میں اس بات سے شرمندگی محسوس کرتا ہوں کہ جرمنی میں بعض لوگ اگرچہ اُن کی تعداد قلیل ہے، دوسرے رنگ ونسل کے لوگوں کے خلاف طاقت کا استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ اسی طرح جیسے کہ مجھے معلوم ہے پاکستان میں بھی مظالم توڑے جاتے ہیں۔ ہم اس معاشرہ میں بطور مسلمان، عیسائی، ہندو یا بدھسٹ، رہ سکتے ہیں اگر ہم مشترکہ چیزوں پر زور دیں اور اختلافات مٹانے کی کوشش کریں۔ انہوں نے کہا کہ ایک پُرامن معاشرہ اسی وقت چل سکتا ہے جب ہر رنگ ونسل اور خیال کے تمام لوگوں کو معاشرہ میں یکساں حقوق حاصل ہوں۔ اگرچہ اسلامی بینکاری دور حاضر کے تمام مسائل کا حل نہیں ہے مگر سود کی ممانعت کے اصول پر اگر ہم نے پہلے عمل کرنا شروع کر دیا ہوتا تو آج مالی بحران کی حالت اتنی گئی گزری نہ ہوتی۔ آپ کا ماٹو کامیاب بقائے امن کی ضمانت ہے۔

محترمہ مرجانہ شوٹ صاحبہ (Frau Marjana Schott) جن کا تعلق لنک پارٹی Die Linke سے ہے اور کاسل شہر میں پارٹی کی نائب صدر بھی ہیں نے اپنی تقریر میں کہا کہ میں بہت خوش ہوں کہ یہاں اتنے سارے لوگ جمع ہیں اور پُرامن ہیں اور مجھے ان سے ملنے اور یہاں آنے کی دعوت دی گئی ہے۔ مجھے اس طرح کا ایک اور پروگرام یاد آرہا ہے جہاں سب مذاہب کے لوگوں نے جمع ہو کر آپس میں گفتگو کی تھی۔ جرمنی میں رہتے ہوئے ہر مذہب کے لوگوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ آپس میں پُرامن رہیں۔ بچے ہمارا سرمایہ ہیں ہمیں ان پر اور ان کی پڑھائی پر توجہ دینی کی ضرورت ہے۔ باہمی خوشگوار تعلقات اور مرد وعورت کا آپس میں برابری کا سلوک، اگر یہ باتیں ہم اپنے بچوں میں راسخ کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو سمجھ لیں کہ ہم نے اپنے مقصد کا بڑا حصّہ پا لیا ہے۔ آخر پر جلسہ کی کامیابی کی خواہش مندی کے ساتھ اجازت چاہتی ہوں۔

اس کے بعد البانیہ سے آئے ہوئے مہمان مکرم ڈاکٹر گجر رحمان صاحب نے البانین زبان میں تقریر کی جس کا ترجمہ مکرم صمد احمد غوری صاحب مربی سلسلہ البانیہ نے کیا۔ آپ نے کہا کہ میں آپ لوگوں کی طرح اب احمدی مسلمان ہوں۔ 1992ء سے پہلے میں لا مذہب تھا۔ وجہ یہ تھی کہ البانیہ میں ایک لمبے عرصہ سے کمیونزم کا غلبہ رہا جس نے مذاہب کو کلیتاً ختم کر دیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی ایک خواب سنائی جس کے مطابق بعد میں انہیں حج کرنے اور اسلام قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ نے کہا کہ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ نبوت اور اس کے بعد خلافت غلامی سے نجات دلاتی ہے۔ حضرت موسیٰ کی غیر موجودگی میں آپ کے ماننے والوں نے بچھڑے کو پوجنا شروع کر دیا۔ اسی طرح اب غیر از جماعت کا حال ہے کہ کتاب ہے مگر راہنمائی کے لیئے امام نہیں۔ آج یہ نظارہ ہمیں صرف جماعت احمدیہ میں نظر آرہا ہے کہ اپنے امام اور اس کے خلیفہ سے جڑے ہوئے ہیں۔ آج ہم سب گواہ ہیں کہ ساری دُنیا غلام اور بے چین ہے۔ اگر کوئی آزاد اور امن میں ہے تو وہ جماعت احمدیہ عالمگیر ہے۔ آخر پر میں آپ کو جلسہ کی مبارک باد دیتا ہوں۔

آج یہ نظارہ ہمیں صرف جماعت احمدیہ میں نظر آرہا ہے کہ اپنے امام اور اس کے خلیفہ سے جڑے ہوئے ہیں

(باقی آئندہ انشاءاللہ)